خطباتِ بنگال

خطباتِ بنگال

از: مولانا عبدالرفیق رضوی

صفحات: ۴۴ سائز: 23x36/16 قیمت: -/30

باہتمام: محمدی بک ڈپو

ISBN: 81-89437-00000

ناشر

محمدی بک ڈپو

۵۲۳، وحید کتب مارکیٹ، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی۔۶

ملنے کے پتے

- ناز بکڈپو، محمد علی روڈ، ممبئی۔
- القرآن کمپنی، کمانی گیٹ، اجمیر
- مکتبہ نعیمیہ، مٹیا محل، دہلی۔۶
- جیلانی بکڈپو، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی
- شیخ عثمان اینڈ سنس، سری نگر

Laser typesetted at
Frontech Graphics
Abdul Tawwab 9818303136, 9899602177

انتساب

میں اپنی اس حقیر کاوش کو شیخ طریقت منبع رشد و ہدایت نبیرۂ اعلیٰ
حضرت حضور سیدی مرشدی مفتی اختر رضا خان صاحب
قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ بریلی شریف
کی طرف
منسوب کرتا ہوں
جن کی
نظر محبت سے میں اس لائق ہوا۔

عبدالرفیق رضوی

تقریظ جلیل

از: حضرت مولانا حیدر علی صاحب وحیدی

دار العلوم قادریہ غازی پور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ.

امابعد! زیرِ نظر کتاب ''خطباتِ بنگال'' مرتبہ: حضرت مولانا عبد الرفیق صاحب رضوی دیناجپوری کی ہے، جنہوں نے اپنی علمی وفکری کاوشوں کا اظہار فرمایا ہے۔ جو طلبا مدارس عربیہ کے واسطے درِ بے بہا ہے چونکہ ابتدائی مراحل میں بچوں کو میدانِ خطابت میں اُتارنے کیلئے تقریر سکھائی جاتی ہے اور یہ اسی وقت ہوگا جبکہ بچوں کے سامنے خطابت کی تحریری تقریر آسان لفظوں میں ہو جس کا احساس موصوف نے کیا اور بچوں کو علمی معیار کے مطابق بہت ہی عمدہ اور شاندار چند تقریروں کا مجموعہ بنام ''خطباتِ بنگال''، حاضر قارئین کر دیا۔ اُمید قوی ہے کہ اس کتاب سے فائدہ عموم وخصوص کو اچھا خاصہ ہوگا، اللہ تعالیٰ اسے مقبول انام فرمائے نیز موصوف کو مزید کتاب ترتیب کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین

حیدر علی وحیدی

مورخہ 25/جولائی 2000، مطابق 22/مارچ، ربیع الثانی 1421 ہجری

عرضِ حال

عرصۂ دراز سے میری خواہش تھی کہ چند تقریروں کا مجموعہ آسان لفظوں میں بچوں کے معیار کے مطابق ترتیب دیا جائے تاکہ مدارسِ عربیہ کے باذوق طلبہ اس سے استفادہ کر سکیں لہٰذا حقیر نے اس کو اپنا فریضہ سمجھا اور قلم کا سہارا لے کر چار تقریروں کا مجموعہ بنام ''خطباتِ بنگال'' ترتیب دیا ہے، جو مندرجہ ذیل عناوین پر مشتمل ہے۔

.1 نورِ محمد ﷺ۔ .2 رحمۃ للعالمین ﷺ۔ .3 فضیلت نماز

.4 عید الفطر اور ہم

راقم کا یہ پہلا رسالہ ہے اس لئے علماء عظام ودانشورانِ محققین کی بارگاہ میں مؤدبانہ عرض ہے کہ اگر کوئی خامی یا غلطی پائی جائے تو راقم کو ضرور اطلاع فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں تاکہ اشاعت ثانی میں اس کی تلافی کی جائے۔ زندگی نے وفا کی تو ان شاء اللہ بہت جلد دوسرا حصہ بھی آپ کے سامنے پیش کرنے کا شرف حاصل کروں گا۔ دُعا ہے کہ ربّ قدیر حضور ﷺ کے صدقہ وطفیل میں مجھ حقیر سے زیادہ سے زیادہ دین اسلام کی خدمت لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ گر قبول افتد زہے عز وشرف

عبد الرفیق رضوی دیناجپوری

حقیر اور اس کا مادرِ علمی

نکالیں سینکڑوں نہریں کہ پانی کچھ تو کم ہوگا　　مگر اس چشمۂ رحمت کی طغیانی نہیں جاتی

غازی پور جو اُتر پردیش اور بہار کا سنگم اور ہندوستان کا قدیم ترین تاریخی ضلع دریائے گنگا کے کنارے واقع ہے، جسے اولیاء کرام کا مسکن اور شعراء عظام کا سنگم کہا جاتا ہے اسی شہر میں ایک قدیم مرکزی دینی درسگاہ بنام الکلیۃ الشرقیہ چشمۂ رحمت مشہور و معروف ہے جسے حضرت علامہ رحمت اللہ صاحب فرنگی محلی لکھنوی علیہ الرحمہ نے 1869ء میں قائم فرمایا تھا۔ مولانا موصوف نے بے مثل جدوجہد اور کوششوں سے اپنی حیات ہی میں ادارہ کو بامِ عروج پر پہنچا دیا تھا جس سے نہ صرف اہل غازی پور ہی مستفید ہوتے رہے بلکہ پنجاب سے لے کر بنگال کی کھاڑی تک کے تشنگانِ علم فیضیاب ہوئے، اس شہرت کو دیکھ کر طالبانِ علم کا قافلہ جوق در جوق آتا گیا اور یہاں سے فارغ ہو کر دور دراز کے گوشے گوشے میں تعلیمی خدمات انجام دینے لگے۔

اس پُر آشوب دور میں بھی اس قدیم ادارہ نے اپنے سابقہ معیار تعلیم پر ذرہ برابر بھی فرق نہ آنے دیا اور نئی لگن اور حوصلہ کے ساتھ برابر ترقی کی جانب بڑھتا ہی رہا۔

اس ادارہ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ بھی رہی ہے کہ اس میں انھیں اساتذہ کرام کو تعلیمی خدمات پر مامور کیا جاتا ہے جو اس سے فارغ ہوئے یہی وجہ ہے کہ اس ادارہ میں ہمدرد مشفق و باصلاحیت اساتذہ کی کمی نہ رہی، یہ اساتذہ بہت ہی خلوص اور پیار و محبت سے تعلیمی خدمات بحسن و خوبی انجام دیتے رہے ہیں آج بھی چشمۂ رحمت کو اعلیٰ تعلیمی معیار میں اوّلیت و مرکزیت حاصل ہے۔

این فیض گنبد خضریٰ ہیں　　چشمۂ رحمت رواں شد چار سو

احقر: عبد الرفیق رضوی دنیا چپوری

یکم ربیع الاوّل شریف 1421ھ

نورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَحْسَنِ الْخَالِقِیْنَ ο اَلَّذِیْ فَضَّلَ رَسُوْلَنَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی جَمِیْعِ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ عَلَیْہِمْ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّہَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَابْنِہِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ الْجِیْلَانِیْ اَجْمَعِیْنَ.

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتَابٌ مُّبِیْنٌ ط

حضراتِ گرامی! معزز سامعین کرام، شمع رسالت کے پروانو! غوثِ اعظم کے دیوانو! اولیاء کرام کے ماننے والو! میری ملت کے نوجوانو! آؤ اس رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کریں جن کے اشارے پر ساری کائنات گردش کر رہی ہے، نگاہیں اُٹھ جاتی ہیں تو مادّی طاقتوں کو پسینہ آنے لگتا ہے۔ کرۂ ارض پر کھڑے ہو کر انگلی کا اشارہ فرما دیں تو ڈوبا ہوا سورج منزل سے پلٹ آتا ہے۔ آؤ اس رسول کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کریں جن کی حکومت چاند کی چاندنی پر ہے، سورج کی روشنی پر ہے، جن کی حکومت دریا کی طغیانی اور سمندر کی روانی پر ہے، کلیوں کی چٹک اور پھولوں کی مہک پر ہے۔ آؤ اسی رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں محبت کی ڈالیاں نچھاور کریں جن کو خدائے تعالیٰ نے کہیں مدثر فرمایا ہے تو کہیں مزمل فرمایا ہے تو کہیں یا ایہا الرسول فرمایا ہے، آیئے اس رسول کے عشق و محبت میں سرشار ہو کر نذرانۂ دل لٹانے کی سعادتیں حاصل کریں۔ پڑھیے درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ صَلٰوةً وَّسَلَامًا عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ

ابھی ابھی میں نے آپ حضرات کے سامنے قرآن مقدس سے مشہور و معروف آیت کریمہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا پروردگار عالم ارشاد فرماتا ہے:

قَدْ جَآءَ كُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتَابٌ مُّبِيْنٌ ط

آپ کو بخوبی اس بات کا علم ہے کہ جلسہ کا آغاز قرآنِ مقدس کی تلاوت سے کیا گیا ہے، بعدہٗ حسب دستور ملک کے مشاہیر شعرائے کرام بر سر اسٹیج ہو کر آپ کے سامنے نعتیہ کلام سے مخصوص انداز میں دلوں کو سرور بخش رہے تھے اور آپ حضرات دلچسپی سے سماعت فرما رہے تھے، جس سے معلوم ہو رہا تھا کہ آپ سرکارِ مدینہ ﷺ کے سچے اور پکے دیوانے ہیں لیکن دیوانے صرف تم ہی نہیں بلکہ سچا دیوانہ تو وہ ہے جس کو دنیا بلال حبشی رضی اللہ عنہ کے نام سے یاد کرتی ہے، دیکھئے اویس قرنی ایسے دیوانہ رسول تھے جن کو شہنشاہِ دو جہاں نے اپنا جبۂ اطہر عطا فرمایا، حضرت بلال رضی اللہ عنہ ایسے دیوانہ رسول تھے جو حبش کے رہنے والے اور کالے تھے لیکن دیوانہ بن کر بارگاہِ رسول میں حاضری دی تو وہ کالے بلال نہیں رہے بلکہ مانند ہلال بن گئے۔ اسی لئے تو شاعر نے یوں نقشہ کھینچا ہے:

بدر اچھا ہے فلک پہ نہ ہلال اچھا ہے
چشم بینا ہو تو دونوں سے بلال اچھا ہے

حضرات محترم! دیوانوں کو بارگاہ خداوند قدوس میں چل کر دیکھا تو کوئی دیوانہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی عدالت کا جلسہ منا رہا ہے، کوئی دیوانہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صداقت کا جلسہ منا رہا ہے تو کوئی دیوانہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سخاوت کا جلسہ منا رہا ہے تو کوئی دیوانہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شجاعت کا جلسہ منا رہا ہے۔

لیکن آج ہم اور آپ مل کر اپنے نبی کی نورانیت کا جلسہ منا رہے ہیں۔

حضرات! پروردگار عالم اپنے قرآن مجید و فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے:

قَدْ جَآءَ كُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتَابٌ مُّبِيْنٌ.

ترجمہ: "تحقیق آیا تمہارے پاس اللہ کی جانب سے نور اور روشن کتاب اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کا ذکر صرف اہل سنت و جماعت ہی نہیں کرتے بلکہ آؤ ذرا تعصب کی عینک اُتار کر نگاہِ محبت سے قرآن حکیم کا مطالعہ کرو تو اچھی طرح یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ خود خدا بھی اپنے پیارے محبوب ﷺ کے نور کا ذکر فرما رہا ہے اور ارشادِ ربانی ہو رہا ہے:

قَدْ جَآءَ كُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتَابٌ مُّبِيْنٌ.

تو پھر یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ نور نبی کی شان کوئی نہیں مٹا سکتا، اسی منظر کشی کو دیکھ کر میرے امام اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے ارشاد فرمایا

مٹ گئے مٹتے جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

کیوں کہ قرآن کے زیر و زبر کو کوئی شخص تبدیل نہیں کر سکتا، حروف کو تبدیل نہیں کر سکتا، اس لئے کہ یہ مسلم بات ہے کہ قرآن کی حفاظت کا ذمہ خود خدائے پاک نے لے لیا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ.

جس نور کا ذکر خود خدا کرے تو غیروں کے گھٹانے سے کب گھٹ سکتا ہے، جس کی ترجمانی مجدد دین و ملت امام اہل سنت قاطع شرکت و بدعت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی نے یوں فرمائی ہے:

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

کہاں ہیں وہ لوگ جو نورِ علیٰ نور کی ذاتِ مبارکہ پر حملہ کرنے میں سرگرداں رہتے ہیں، وہ

لوگ جونورِ نبی کوصرف بشر سے تعبیر کرتے ہیں، اے نورِ نبی کوصرف بشر سے تعبیر کرنے والو آؤ عدل وانصاف اور حق وصداقت کا دامن مضبوطی سے تھام کر تعصب کی عینک اُتار کر چشم ایمانی سے حدیث رسول کا مطالعہ کرو۔ نگاہِ محبت سے رسولِ اعظم کی اس تاریخ کا جائزہ لو جو میرے آقا کی زبانِ مبارک سے نکلے ہوئے آبدار کلمات ہیں، بغور پڑھو خدا کی قسم حرارتِ ایمانی میں تیزی آجائے گی، ترمذی شریف، جلد ثانی، صفحہ نمبر 179 میں یہ حدیث درج ہے، سماعت فرمائیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہوکر یہ دُعا فرمائی:

اللّٰھُمَّ اجعلنی لی نورًا فی قلبی ونورًا فی قبری ونورًا من بین یدی ونورًا من خلفی ونورًا عن یمینی و نورًا عن شمالی و نورًا من فوقی و نورًا من تحتی و نورًا فی سمعی و نورًا فی بصری و نورًا فی شعری و نورًا فی بشری ونورًا فی لحمی و نورًا فی دمی و نورًا فی عظامی و نورًا اللّٰھُمَّ اعظم لی نورًا واعطنی نورًا واجعل لی نورًا.

حضرات حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ترجمہ سماعت فرمائیں:

اے اللہ بنادے میرے لئے دل میں نور اور میری قبر میں نور اور میرے دائیں نور اور میرے بائیں نور اور میرے اوپر نور اور میرے نیچے نور اور میرے بالوں میں نور اور میری جلد میں نور اور میرے گوشت میں نور اور میرے خون میں نور اور میری ہڈی میں نور، اے اللہ تعالیٰ میرے لئے نور معظم بنادے اور مجھے نور عطا فرما اور مجھے سراپا نور بنادے۔

اسی حدیث طیبہ کی ترجمانی کرتے ہوئے امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی نے ارشاد فرمایا:

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

اب نور کی وجہ تسمیہ سماعت کریں، چونکہ آپ کی سطح ذہن پر یہ سوال اُبھر رہا ہوگا کہ آخر نور

کسے کہتے ہیں، نور کہتے ہیں هُوَ الظَّاهِرُ بِذَاتِه وَالْمُظهر لغیرہ جو خود ظاہر ہو اور دوسروں کو بھی ظاہر کردے۔ اس تعریف کی رو سے نور کی دو قسمیں ہیں، ایک نور ظاہر اور دوسرا نور باطن ضلالت کے مقابل جب نور بولا جائے تو مراد نور ظاہر ہوتا جس کو روشنی کہتے ہیں اور ضلالت کے متوازی جب نور استعمال ہوتا ہے تو مقصود نورِ باطن ہوتا ہے، جسے ہدایت کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں، نور ظاہر کے اثرات عالم اجسام پر مرتب ہوتے ہیں، جس کی روشنی در و دیوار تک پہنچاتی ہے، کوچہ اور بازار میں پھیلتی ہے، صحن وصحرا کو روشن کرتی ہے۔

الغرض: یہ نور ظاہر ہی کا صدقہ ہے، جس کی روشنی آج شہر شہر، نگر نگر، ڈگر ڈگر، قصبہ قصبہ، گاؤں گاؤں، محلہ محلہ، گلی گلی غرض کہ جہاں بھی آپ کو یہ روشنی نظر آتی ہے یہ نور ظاہری کا ہی صدقہ ہے کہ آج پوری کائنات کو روشن کئے ہوئے ہے۔

حضرات! آپ اچھی طرح سمجھ گئے ہوں گے کہ نور ظاہر کسے کہتے ہیں، اب آیئے دوسری قسم کی سماعت کیجئے یعنی نورِ باطن کا فیضان کیا ہے اور نورِ باطن کسے کہتے ہیں، نورِ باطن کا فیضان عالم ارواح پر اثر انداز ہوتا ہے، وہ انسانی قلوب کو منور کرتا ہے، کفر کی ظلمت دور کرکے ہدایت کا چراغ دل کے نہاں خانہ میں جلاتا ہے۔ رسول اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک کو قرآن پاک نے نور قرار دیا ہے۔ اب مقامِ غور یہ ہے کہ اب یہاں کون سا نور مراد ہے؟ جہاں تک میرا علم ہے سرکار کو نورِ باطن ماننے سے انکار کی جرأت کسی نے نہیں کی ہے۔ البتہ فرقہ باطلہ نے قسم اوّل کے تسلیم میں چوں چرا کی الگ الگ راہیں نکالی ہیں لیکن جمہور اہل سنت کا یہی مسلک ہے کہ آپ کی ذات منبع انوارِ ظاہر و باطن ہے، اور آپ کا جسم اطہر نور و نکہت کا آئینہ دار ہے، حتیٰ کہ آپ کے خاندان ونسل میں آپ کا عکس نور پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی عقیدت کی زبان میں فرما چکے ہیں۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

وہ کون رسول جس کے نور سے آج ساری کائنات منور ہے، ہاں ہاں وہی رسول جس کے

نور سے چاند کی چاندنی اور سورج کی روشنی شرما جاتی ہے۔

حضرات گرامی! روایت سے ثابت ہے کہ آپ کی ولادت طیبہ کے وقت بعض حیرت انگیز واقعات ظاہر ہوئے چنانچہ حضرت عثمان ابن العاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھ سے میری والدہ محترمہ حضرت فاطمہ نے فرمایا کہ حضور کی ولادت کے وقت آسمان کے سامنے گھر کے در و دیوار تمام چیزیں منور ہو گئیں، یہاں تک کہ مجھ کو خوف ہونے لگا کہ کہیں مجھ پر نہ گر پڑیں۔ اسی لئے تو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا ہے:

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا — صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا
بارہویں کے چاند کا مجرا ہے سجدہ نور کا — بارہ برجوں سے جھکا اک اک ستارہ نور کا

کیا آپ کو معلوم نہیں کہ سرکار کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ مجھ کو اپنے دین میں داخل کر لیجئے، اس لئے کہ آپ کی نبوت کی نشانی میں نے آپ کے بچپن میں ہی دیکھی ہے کہ آپ گہوارہ میں تھے اور آپ جدھر جدھر انگشت مبارک کا اشارہ فرماتے تھے چاند اسی طرف جھک جاتا تھا۔ اللہ اللہ کیسا عظیم واقعہ ہے۔

حضرات! اس مجمع میں کتنے لوگ صاحب اولاد ہوں گے اور آپ نے عقیدت کی نگاہ سے دیکھا ہوگا کہ بچوں کو مٹی کے کھلونے سے کتنی محبت ہوتی ہے، آخر کیوں آپ نے کبھی غور و فکر کیا، آیئے میں آپ کو بتاؤں اس کی واحد وجہ یہی ہے کہ آپ اور ہم مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں، اسلئے ہم کو اور آپ کو بچپن میں مٹی کا کھلونا نصیب ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو اپنے نور سے پیدا فرمایا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو نور کا کھلونا عطا فرمایا۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

نور کے بارے میں تو آپ نے سماعت کر لیا، لیکن اب آیئے کتاب کسے کہتے ہیں؟

مفسرین کرام فرماتے ہیں نور سے مراد حضور ﷺ کی ذات مبارکہ ہے اور کتاب سے مراد قرآن مجید ہے، کتابیں تو بہت سی ہیں، مثلاً کتاب انجیل بھی ہے، کتاب توریت بھی ہے، کتاب زبور بھی ہے۔ کتاب مہابھارت اور گیتا بھی ہے۔ کتاب وید بھی ہے۔

اور چھوٹی بڑی بہت سی کتابیں اور صحیفے ہیں لیکن میں نے انجیل سے پوچھا کہ اے انجیل! بتا تیرا نام کیا ہے تو کیوں اور کس وقت نازل ہوئی؟ لیکن انجیل نے جواب نہیں دیا، تو میں نے توریت سے پوچھا کہ اے توریت ذرا یہ تو بتا تو کب نازل ہوئی اور کس لئے؟ دن میں آئی کہ رات میں۔ لیکن توریت نے کوئی جواب نہ دیا، پھر میں نے زبور سے پوچھا کہ اے زبور! تمہارا نام کیا ہے؟ تو کس کے پاس آئی؟ دن میں آئی کہ رات میں؟ لیکن زبور نے بھی کوئی جواب نہیں دیا۔ المختصر یہ کہ میں نے جس سے سوال کیا لیکن کسی کتاب نے جواب نہ دیا۔

مگر قسم خدا کی مسلمانو! جب میں نے قرآن سے پوچھا کہ اے قرآن تیرا نام کیا ہے؟ قرآن نے جواب دیا، بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيْدٌ ''میرا نام قرآن مجید ہے۔''

پھر میں نے قرآن سے پوچھا کہ تمہارا نزول کس کی جانب سے ہوا تو قرآن بول اُٹھا، تنزیل من رب العلمین ترجمہ: ''اللہ کی جانب سے نازل کیا گیا ہوں۔''

پھر میں نے سوال کیا کہ اے قرآن کس کے پاس آئے؟ قرآن پکار اُٹھا، نزل علی محمد پھر میں نے قرآن سے سوال کیا ذرا یہ بھی بتا کہ تو کس لئے آیا ہے؟ قرآن بابنگ دہل اعلان کرنے لگا، ھدی للناس ''لوگوں کی ہدایت کے لئے۔''

پھر میں نے قرآن سے پوچھا کہ اے قرآن یہ تو بتا کہ کس مہینے میں تشریف فرما ہوئے، تو قرآن جواب دیتا ہے:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْآن ۔ میں رمضان کے مہینے میں نازل ہوا۔

ان سوالوں کا جواب سنتے ہوئے پھر میں نے پوچھا کہ اے قرآن! یہ تو بتا کہ دن میں آیا یا رات میں۔ قرآن پکار اُٹھا اور یہ کہا، اے سائل! تو پوچھتا ہے کہ رات میں آیا کہ دن میں تو یہ

جواب سنو۔

اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ. یعنی میں لیلۃ القدر میں آیا۔

لہٰذا پتہ چلا کہ جس طرح میرے آقا ﷺ تمام نبیوں میں افضل و اعلیٰ ہیں، اسی طرح بلا شبہ یہ کتاب تمام کتابوں میں افضل و اعلیٰ ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، ذَالِكَ الْكِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْهِ. یہ وہ کتاب ہے جس میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے اور کیوں نہ ایسا ہو جس کا ذمہ دار خود اللہ تبارک وتعالیٰ ہو، چونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کے علاوہ کسی کتاب کا ذمہ نہیں لیا، اللہ نے توریت کا ذمہ نہیں لیا، زبور کا ذمہ نہیں لیا، انجیل کا ذمہ نہیں لیا، لیکن قرآن کے بارے میں اللہ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ

اس لئے معلوم ہوا کہ قرآن تمام آسمانی کتابوں سے بلند و بالا ہے اور اس کا فیصلہ قَدْ جَآءَ كُمْ مِنَّ اللّٰهِ نُوْرٌ ہے، اس لئے معلوم ہوا کہ قرآن تمام انسانی کتابوں سے بلند و بالا ہے اور اس کا فیصلہ قَدْ جَآءَ كُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ اس لئے میرے آقا نور ہیں اور خود کو کتاب مبین کہا، اس لئے قرآن روشن اور واضح کتاب ہے، اللہ ہمیں قرآن اور صاحب قرآن سے محبت، اُلفت عطا فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ ط

رَحْمَةٌ لِّلْعَالَمِیْنَ.

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَبْدَعَ الْاَفْلَاكَ وَالْاَرْضِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ كَانَ نَبِیًّا وَّآدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ.

اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ.

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْمِ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ.

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ عقیدت کی زبان سے ارشاد فرماتے ہیں:

اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا ❊ رو، رو کے مصطفےٰ نے دریا بہا دیئے ہیں

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو ❊ کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

حضرات! آیئے عقیدت ومحبت کے ساتھ ایک بار درود پاک پڑیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ.

محترم حضرات! خداوند قدوس جل جلالہٗ نے اپنے بندوں کی ہدایت کیلئے دنیا میں بہت سے انبیاء اور رسولوں کو بھیجا اور ہر نبی اور رسول کو پروردگار عالم نے نئی نئی انوکھی اور نرالی شان اور عجیب وغریب معجزات عطا فرمائے، کسی نبی کو حسن و جمال دیا تو کسی کو جاہ وجلال کسی کو سلطنت اور ملک و مال بخشا، تو کسی کو جود ونوال تو کسی کو علم وحکمت لازوال سے مالا مال کر دیا، لیکن نبی آخر الزماں خاتم پیغمبراں سرور قلب وسینہ تاجدارِ مدینہ ﷺ کو جب اس خاکدانِ عالم میں بھیجا تو ایسی انوکھی شان وشوکت اور نرالی آن بان کے ساتھ بھیجا کہ تمام انبیاء ومرسلین کے کمالات ومعجزات ایک ذات بابرکت میں عطا فرما دیئے۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

خدا نے ایک محمد میں دے دیا سب کچھ ❊ کریم کا کرم بے حساب کیا کہنا

بلکہ بے شمار فضائل ومحاسن عطا فرمائے کہ جن کی عظمت ورفعت تک کسی کا وہم وگمان بھی نہیں پہنچ سکتا، حسن وجمال جاہ وجلال ملک ومال جود ونوال غرض کہ ہر ایک کمال ان کو بخش دیا، پھر لطف یہ کہ ہر کمال میں بے مثل بنا کر بھیجا وہ سید المرسلین بھی ہیں اور رحمۃ للعالمین بھی، وہ مدثر اور مزمل بھی ہیں اور طٰہٰ یٰسین بھی، وہ بشیر ونذیر بھی ہیں، اور سراج منیر بھی ہاں ہاں وہی رحمت للعالمین ہیں جو ساری کائنات کیلئے رحمت ہیں، گویا خدا یہ فرماتا ہے کہ اے بندے میں رب العالمین ہوں اور میرا محبوب رحمۃ للعالین ہے، یعنی جہاں جہاں میری ربوبیت ہے، وہاں وہاں میرے محبوب کی رحمت ہے، مولانا فصیحی غازی پوری نے کیا ہی خوب فرمایا ہے

وہ ہر عالم کے رحمت ہیں کسی عالم میں رہ جاتے
یہ ان کی مہربانی ہے کہ یہ عالم پسند آیا

حضور کی رحمت بے پناہ رحمت ہے، ان کی رحمت کے بارے میں کیا کہنا آیئے، مزید وضاحت کیلئے آگے چلوں کہ سرورِ عالم ﷺ نے جہاں خود ساری دنیا کو اپنی رحمتوں سے نوازا ہے، وہیں اپنے ماننے والوں کو بھی اپنی رحمت کا درس دیا ہے، جس سے ان کی رحمت کا دائرہ وسیع سے وسیع تر پایا جاتا ہے، صالحین اسلام کے دل میں جو رحمت ومسرت کا مزہ ہے، اور ان کے عمل میں رحم وکرم کا جو جلوہ ہے وہ رحمت عالم ہی کا صدقہ وطفیل ہے، بلکہ بالواسطہ وہ رحمت عالم ہی کی رحمت ہے اب دیکھئے پیارے آقا ارشاد فرماتے ہیں جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا، اس پر اللہ رحم نہیں فرماتا اور ایک حدیث کا مفہوم اس طرح ہے:

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر　　خدا مہرباں ہوگا عرشِ بریں پر

آؤ تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو اچھی طرح یہ بات عیاں ہو جائے گی کہ پورے عرب میں لونڈی اور غلام کو حیوان سے بھی زیادہ ذلیل وخوار سمجھا جاتا ہے، لیکن رحمت عالم نورِ مجسم ﷺ نے انہیں بھی بارشِ رحمت سے سیراب فرمایا، پیارے آقا ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ لونڈی اور غلام تمہارے بھائی ہیں جنہیں رب العلمین نے تمہارے ماتحت کر دیا ہے لہٰذا ان کے حقوق یاد رکھو تم جو کھاتے اور پیتے ہو، انہیں بھی دو انہیں کوئی ایسا کام کرنے کا حکم مت دو جسے وہ نہ کر

سکیں اگر حکم دو تو خود بھی ہاتھ بٹاؤ۔ (حدیث شریف)

یہیں تک محدود نہیں بلکہ اور تاریخ کا مطالعہ کرو قسم خدا کی مسلمانو! تاریخ شاہد ہے کہ زید بن حارثہ حضور ﷺ کے غلام تھے، کچھ دنوں بعد حضور نے آزاد کر کے اپنا لخت جگر بنا لیا اور حضرت اسامہ بن حارثہ سے بڑی محبت سے فرماتے، بار بار مجمع عام میں اس طرح تشریف لاتے کہ ایک شانے پر فرزند شیر خدا اور دوسرے شانے پر زید بن حارثہ ہوتے تھے، رحمت عالم کی نگاہِ رحمت میں بیٹی کا بیٹا اور غلام کا بیٹا دونوں یکساں ہیں اور دونوں لطف وکرم سے بہرہ ور ہو رہے ہیں، الحاصل رحمت عالم نورِ مجسم حضور ﷺ کی رحمت صرف اپنوں کیلئے محدود نہیں ان کے فیضانِ رحمت سے اپنے اور بیگانے اور عقیدت مند انس وجن زمین وآسمان غرض کہ ساری کائنات مستفیض ہو رہی ہے وہ رحمۃ للعالمین ہیں اور ان کا خالق ومالک رب العالمین ہمارا دین بھی ایسا سراپا دین ہے، جس میں خدا اور رسول کا اتنا وسیع وعریض تصور پیش کیا گیا ہے کہ اسے تنگ نظر وہی کہہ سکتا ہے جو خود تنگ نظر ہو، دنیا اگر اللہ کی ربوبیت عامہ اور رسول کی رحمت عامہ پر غور وفکر کر لے اور تعلیمات رحمت وقوانین حکمت کی نگاہ انصاف سے دیکھے تو اسے تسلیم کرنا ہوگا کہ یقیناً اللہ رب العالمین ہے اور حضور ﷺ رحمۃ للعالمین ہے اسی لئے مولانا فصیح غازی پوری نے خوب فرمایا ہے:

وہ ہر عالم کی رحمت ہیں کسی عالم میں رہ جاتے
یہ ان کی مہربانی ہے کہ یہ عالم پسند آیا

اعلانِ نبوت

آیئے تاریخ کا مطالعہ کریں کہ جب ہمارے آقا حضور ﷺ نے اپنی نبوت کا اعلان کیا تو کفار مکہ نے آقا کی نبوت کا انکار کرتے ہوئے کہا کہ اگر خدا کو نبی بھیجنا ہی تھا تو مکہ کے کسی بڑے سردار، قریش کے کسی بڑے جاگیردار کو نبی بنا کر بھیجتا، طائف کے کسی بڑے سرمایہ دار کو نبوت

عطا کرتا، آخر یہ نبی کیسے ہوسکتا ہے جو رہتا ہے خستہ مکان میں بیٹھتا ہے کھجوروں کی چٹائی پر، سوتا اور لیٹتا ہے پھٹی ہوئی چادر پر اور دعویٰ کرتا ہے ساری کائنات کیلئے نبی ہونے کا اسلئے وہ کہتے ہیں کہ اگر یہ نبی ہوتا تو اس کے پاس سونے اور چاندی کے خزانے ہوتے لعل وجواہرات کے ڈھیر اور عمدہ محلات ہوتے، جب کفار کا غرور وتکبر عناد وتعصب حد سے بڑھ گیا تو پھر غیرتِ خداوندی نے پکار کر کہا میرے محبوب کی نبوت کو سونے اور چاندی کے خزانوں اور لعل و جواہرات اور حسین باغات کے پھولوں، ریشمی لباسوں اور عمدہ محلات میں تلاش کرنے والو! اگر میرے نبی کی نبوت کو دیکھنا چاہتے ہو تو کسی یتیم کے ٹوٹے ہوئے دل کو دیکھو اور اگر میرے نبی کی نبوت کو دیکھنا چاہتے ہو تو کسی لاچار کے بیٹے کو دیکھو، اگر میرے نبی کی نبوت کو دیکھنا چاہتے ہو تو بے کسوں اور بے سہاروں کے قلب وجگر کو دیکھو، اگر میرے نبی کی نبوت کو دیکھنا چاہتے ہو تو عالم کے علم کو دیکھو، آخر رفتہ رفتہ زمانے نے کروٹ بدلی تو وہی فقر وفاقہ اور خستہ حجرے میں رہنے والے اور کھجوروں کی چٹائی پر بیٹھ کر زندگی بسر کرنے والے کا نورانی جلوہ ساری دنیا کے لئے امن وسلامتی، عدل وانصاف ولطف وکرم کا ایک مضبوط قلعہ بن گیا، وہی عسرت وتنگ دستی اور فقر وفاقہ کی زندگی بسر کرنے والے تاجدار ہوئے۔ آج دنیا کے نفس پرست اور سیاہ دل حکمراں نظر آتے ہیں تو یہ اعلان کرتے رہتے ہیں، اے غریبو! ہم تمہاری مدد کریں گے، چنانچہ امریکہ کی نام نہاد جمہوریت اور روس کی نسل کشی کو تباہ کر دینے والی بربریت نے بھی غریبوں کی حمایت کا دعویٰ کیا، مگر یہ سب دھوکا اور فریب نیز مکاری اور عیاری پر مبنی ہے، کیونکہ ان کے اعلانات اور بیانات میں حق وصداقت کا نام تک نہیں، اس لئے کہ آج تک کسی نے عملی ثبوت نہیں دیا۔

لہٰذا میں تو یہی کہوں گا کہ جس جس کو اللہ تعالیٰ نے طاقت وقوت دے کر اس جہاں میں بھیجا ہے اس کے مدمقابل کون آسکتا ہے؟ آخر کار آنسو سے بھیگی ہوئی آنکھوں نے دیکھا تو اسے موجودہ ترقی یافتہ دور میں ہر طرف سے مایوسی نظر آئی تو پھر اس نے حسرت بھری نگاہ سے مدینے کی طرف نظر جمائی دیکھا کہ ساری کائنات کا ہادی، زمین وآسمان کا مالک، کون ومکاں کا شہنشاہ، اور عرب وعجم کا تاجدار، ایک خستہ حجرے میں کھجور کی پھٹی ہوئی چٹائی پر بیٹھ کر اور پیٹ

پر پتھر باندھ کر دعا کر رہے ہیں:

اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مِسْكِيْنًا وَاَمِتْنِيْ مِسْكِيْنًا وَاحْشُرْنِيْ فِيْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنِ. (مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: ”اے اللہ! مجھے مسکینوں میں زندہ رکھنا اور مسکینوں ہی میں موت عطا کرنا، اور قیامت کے دن مسکینوں ہی کے گروہ میں اُٹھانا۔“

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہا اے میرے آقا! آپ مولائے کل اور شہنشاہ کون ومکان اور محبوبِ دو جہاں ہو کر ایسی دعا کرتے ہیں، تو آقا نے جواب دیا کہ غریب اور مسکین لوگ قیامت کے دن امیروں سے چالیس برس پہلے جنت میں جائیں گے اور پھر امام الانبیاء ﷺ نے ارشاد فرمایا: الفقر فخری یعنی محتاجی میرے لئے باعث فخر ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فقر وفاقہ کی عملی تصویر دنیا والوں کے سامنے اس طرح پیش کی کہ اگر کوئی غریب اُمتی دو دن سے بھوکا ہے تو آقا کی حیات ظاہرہ کا مطالعہ کر کے خود کو صبر وسکون کا عملی جامہ پہنا کر اپنے قلب وجگر کو مامون کر لے۔

آج کے پُرفتن ترقی یافتہ دور میں غریبوں کو نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، لیکن دولت اور سرمایہ داری کے نشے میں سرمست اور متکبر انسان شاید یہ نہیں جانتا کہ مرنے کے بعد جتنی زمین کسی بڑے انسان کو ملتی ہے، اتنی ہی زمین چھوٹے کو ملتی ہے، جتنی زمین امیر کو ملتی ہے اتنی ہی زمین کسی غریب کو بھی ملتی ہے، جتنا کفن شاہ کو ملتا ہے اتنا ہی کفن گدا کو بھی ملتا ہے۔

حضرات! میں عرض کر رہا تھا کہ پیارے آقا محمد رسول اللہ ﷺ سراپا رحمت بن کر تشریف لائے اور یہی رسول علیہ السلام دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم ہیں۔ یعنی بلاؤں کو دور کرنے والے وباؤں کو ٹالنے والے قحط کو ختم کرنے والے بیمار کو شفا بخشنے والے رنج والم کو مٹانے والے اور عمر طویل عطا کرنے والے ہیں۔

برادرانِ ملتِ اسلامیہ، سرورِ دو عالم نورِ مجسم ﷺ نے جہاں خود ساری دنیا کو رحمتوں سے

نوازا ہے، وہیں اپنے ماننے والوں کو بھی رحمت کا درس دیا ہے، یہی وجہ ہے کہ ان کی رحمت کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہے، صالحین اسلام کے دل میں جو رحمت و مروت کا مزہ ہے، ان کے عمل میں رحمت و کرم کا جو جلوہ ہے وہ انہیں کا صدقہ ہے۔

حضور ﷺ کی رحمت کا کیا کہنا کسی کو غلامی سے آزادی مل رہی ہے تو کسی کو ایمان کی دولت مل رہی ہے، تو کسی کو تخت و تاج کا مالک بنایا جارہا ہے، کسی کو جنت کی بہاروں میں جانے کی خوشخبری دی جارہی ہے، تو کسی کو باغِ فردوس کی اعلیٰ منزل تک اپنے ساتھ رہنے کا وعدہ کیا جارہا ہے۔ اور دنیا نے دیکھا بھی کہ نبی کونین کی ایک نگاہِ کرم نے مکے کی سرزمین پر چلتے پھرتے مردوں کو زندہ کیا صرف زندگی ہی نہیں بخشی، بلکہ حضرت عمر فاروق ؓ کو جلالت، حضرت صدیق اکبر ؓ کو صداقت، حضرت عثمان غنی ؓ کو سخاوت، حضرت علی ؓ کو شجاعت اور تمام صحابہ کرام ؓ کو صداقت و امامت کا ایسا نمونہ بنادیا جس کی مثال دنیا پیش نہیں کرسکتی۔

حضرت عبدالمطلب خانہ کعبہ کا طواف کررہے ہیں، طواف کرتے کرتے کیا دیکھتے ہیں کہ اچانک خانہ کعبہ منہ کے بل گر گیا۔

تیری آمد تھی کہ بیت اللہ مجرے کو جھکا
تیری ہیبت تھی کہ ہر بت تھرتھرا کر گر گیا

حضرت عبدالمطلب سوچنے لگے اب تو دیواریں ریزہ ریزہ ہو جائے گیا۔ اینٹ ٹوٹ جائے گی غریبی کا عالم ہے کس طرح کعبہ کی تعمیر کی جائے گی، ابھی تو کعبہ کھڑا تھا، اچانک کیا ہو گیا، کعبہ منہ کے بل آ گیا، جب حضرت عبدالمطلب خانہ کعبہ سے باہر آتے ہیں، اور ایک لونڈی سے ملاقات ہوتی ہے، لونڈی نے کہا کہ آج عبدالمطلب کے گھر پوتا ہوا ہے، قسم خدا کی مسلمانو! حضرت عبدالمطلب نے سن کر ارشاد فرمایا کہ اے مکہ والو! سن لو کعبہ گرا نہیں تھا بلکہ کعبہ سجدے میں جھکا تھا، میرے پوتے محمد عربی کی ولادت باسعادت کی خوشی میں، اسی لئے تو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے کیا ہی خوب فرمایا۔

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

حضرات! حضرت جبرئیل امین ؑ رسول ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں، بعدہ عرض کرتے ہیں:

یارسول اللہ ﷺ ہم نے حضرت نوح ؑ کی اُمت کو جہنم میں دیکھا ہے۔
یارسول اللہ ﷺ ہم نے حضرت عیسیٰ ؑ کی اُمت کو جہنم میں دیکھا ہے۔
یارسول اللہ ﷺ ہم نے حضرت داؤد ؑ کی اُمت کو جہنم میں دیکھا ہے۔
یارسول اللہ ﷺ ہم نے حضرت ابراہیم ؑ کی اُمت کو جہنم میں دیکھا ہے۔
یارسول اللہ ﷺ ہم نے حضرت شیث ؑ کی اُمت کو جہنم میں دیکھا ہے۔
یارسول اللہ ﷺ ہم نے حضرت یعقوب ؑ کی اُمت کو جہنم میں دیکھا ہے۔
یارسول اللہ ﷺ ہم نے حضرت ایوب ؑ کی اُمت کو جہنم میں دیکھا ہے۔
یارسول اللہ ﷺ ہم نے حضرت زکریا ؑ کی اُمت کو جہنم میں دیکھا ہے۔

اتنا فرمانا تھا کہ حضرت جبرئیل ؑ کی زبان خاموش ہو جاتی ہے، پیارے آقا نے ارشاد فرمایا، اے جبرئیل ؑ! خاموش کیوں ہو، اس سے آگے کیوں نہیں بتاتے۔ قسم خدا کی مسلمانو! حضرت جبرئیل جانتے تھے کہ اگر میں حضور ﷺ کی اُمت کو جہنم میں جانے کا تذکرہ کروں تو نبی کی آنکھیں آنسوؤں سے اشک بار ہو جائیں گی، نبی کا قلب صادق بے چین ہو جائے گا، نبی کا چین بے چینی میں بدل جائے گا، پیارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے جبرئیل ؑ! خاموش کیوں ہو، یہ تو بتاؤ کہ تم نے میری اُمت کو جہنم میں دیکھا ہے یا نہیں؟ میرے نبی کے اصرار پر مجبوراً عرض کرتے ہیں یارسول اللہ ﷺ آپ کی اُمت کو بھی میں نے جہنم میں دیکھا ہے، حضرت جبرئیل ؑ کی زبان حال سے اتنا سننا تھا کہ رسول اللہ کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب جاری ہوگیا، حضور ﷺ بے قرار ہوگئے، نبی کا قرار، بے قراری میں بدل گیا اور حضور کا

چین بے چینی میں بدل گیا اور مدینہ کی گلی کوچوں کو سونا کر دیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جب خبر ہوئی، صحابہ رضی اللہ عنہم نے اللہ کے رسول ﷺ کو تلاش کرنا شروع کر دیا، کہیں نہیں مل پائے، گھر کے گھر چھان ڈالے، کہیں نہیں مل پائے اور عاشقانِ رسول صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کی فرقت اور جدائی میں گریہ وزاری کر رہے ہیں اور ہر طرف اُداسی چھائی تھی اور شہر مدینہ میں ایک سناٹا چھا گیا ہے اسی عالم حزن وملال میں ایک صحابی رسول جو روزانہ مسجد نبوی میں اپنے آقا کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے اور اس لئے نماز پڑھنے جاتے تھے کہ ایک طرف خدا کی عبادت ہوگی اور دوسری طرف چہرۂ انور کی زیارت بھی نصیب ہوگی، ایک طرف نماز ادا ہوگی تو دوسری جانب چہرۂ والضحیٰ کی زیارت ہوگی ایسے عالم میں صحابی رسول محبوب پاک ﷺ کو سارے مدینے کی گلی کوچوں میں تلاش کر چکے مگر کہیں نہیں مل پائے، روتے ہوئے جنگل کی طرف چل پڑے کہ جنگل میں ایک چرواہا بکریاں چرا رہا تھا۔ صحابی رسول نے اس چرواہے سے پوچھا کہ اے چرواہے، یہ تو بتا کہ تو نے میرے محبوب خدا کو دیکھا ہے؟ مـا زاغ البـصـر اور نورانی چہرے والے کو دیکھا ہے؟ چرواہے نے جواب دیا کہ میں نہیں جانتا کہ محمد ﷺ کون ہیں۔ مـا زاغ البـصـر کون ہے صحابی رسول بے قراری کے عالم میں بڑھے تو پھر جب چرواہے نے اس عاشق صادق کے حالِ زار کو دیکھا تو کہنے لگا کہ میں تیرے محبوب کو نہیں جانتا ہاں مجھے اتنا ضرور علم ہے کہ اس سامنے والے تنگ وتاریک غار میں کوئی ایسا پھوٹ پھوٹ کر رو رہا ہے کہ اس کی درد بھری آواز کو سن کر میری بکریوں نے چگنا اور چرنا بند کر دیا ہے۔ صحابی رسول رو پڑے اور کہا کہ ایسے غم اور درد بھری آواز میں رونے والا کون ہوگا وہ تو میرے رسول ہی ہو سکتے ہیں، قسم خدا کی مسلمانو! اس چرواہے کی زبان سے بات کو سنتا تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روتے ہوئے دوڑ پڑے تو میرے رسول سے ملاقات ہو جاتی ہے اور کیا دیکھتے ہیں کہ رسول مکرم اپنے سر مبارک کو سجدے میں رکھے ہوئے ہیں۔ قسم خدا کی مسلمانو! آپ نے سجدے بھی بہت دیکھے ہوں گے لیکن رسول کا سجدہ بہت ہی نرالا اور انوکھا تھا۔

حضرات! قیامت تو آسکتی ہے مگر نبی کے اس سجدے کا جواب دنیا پیش نہیں کر سکتی، تاریخ

اٹھا کر کے دیکھو جس نے سجدہ کیا تو سجدے میں سبحان ربی الاعلیٰ پڑھا۔

تاریخ شاہد ہے کہ

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سجدہ کیا تو انہوں نے بھی یہی پڑھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سجدہ کیا تو انہوں نے بھی یہی پڑھا۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سجدہ کیا تو انہوں نے بھی یہی پڑھا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سجدہ کیا تو انہوں نے بھی یہی پڑھا۔

قطب ربانی شہباز لامکانی غوث صمدانی سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے سجدہ کیا تو سجدے میں یہی پڑھا۔

خواجہ خواجگان معین الدین چشتی سنجری اجمیری رضی اللہ عنہ نے سجدہ کیا تو یہی پڑھا۔

وقت کے مجدد مائۃ حاضرہ قاطع کفر وضلالت یعنی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے سجدہ کیا تو سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ پڑھا۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا سجدہ:	سبحان ربی الاعلیٰ
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا سجدہ:	سبحان ربی الاعلیٰ
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سجدہ:	سبحان ربی الاعلیٰ
حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا سجدہ:	سبحان ربی الاعلیٰ
صحابہ رضی اللہ عنہم کا سجدہ:	سبحان ربی الاعلیٰ
حضرت خواجہ کا سجدہ:	سبحان ربی الاعلیٰ
حضرت محدث اعظم کا سجدہ	سبحان ربی الاعلیٰ
کسی مفکر کا سجدہ:	سبحان ربی الاعلیٰ
کسی مدرس کا سجدہ:	سبحان ربی الاعلیٰ

کسی مؤرخ کا سجدہ — سبحان ربی الاعلیٰ

کسی مفتی کا سجدہ — سبحان ربی الاعلیٰ

زمانے کے ولی نے سجدے میں — سبحان ربی الاعلیٰ پڑھا۔

قسم خدا کی نبی سے لے کر آج تک کی تاریخ اُٹھا کر دیکھو، جب بھی کسی نے سجدہ کیا تو سجدے میں سبحان ربی الاعلیٰ پڑھا لیکن مسلمانو! نبی کا سجدہ نرالا تھا، میرے آقا کا سجدہ بہت ہی انوکھا تھا، ارے زمانہ نے سجدہ کیا تو اپنے رب کو یاد کیا اور میرے مصطفےٰ نے سجدہ کیا تو ہم گنہگاروں کو یاد فرما کر بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا رب ھب لی اُمتی ۔یعنی اے خدا میری اُمت کو میرے حوالے فرما۔

میں عرض کر رہا تھا صحابۂ رسول ﷺ بارگاہِ رسول میں حاضر ہوتے ہیں اور کیا دیکھتے ہیں کہ پیارے آقا زار وقطار رو رہے ہیں اور اس قدر رو رہے ہیں کہ ان کے آنسوؤں سے دریا جاری ہے۔

اس لئے تو میرے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے کیا خوب فرمایا ہے:

اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا
رو رو کے مصطفےٰ نے دریا بہا دئے ہیں

حضرات میں عرض کر رہا تھا کہ پیارے آقا ﷺ اپنے سر مبارک کو سجدے میں رکھ کر دُعا فرما رہے ہیں رب ھب لی اُمتی ۔گویا کہ رسول نے اعلان فرمایا اور یہ کہا کہ اے اللہ مانا کہ جبرئیل نے خبر دی کہ آپ کی اُمت کو جہنم میں دیکھا ہے، لیکن اے مولیٰ کل قیامت کے دن میری اُمت کو جہنم سے نکال دینا اور ان کو بخش دینا۔

حضرات! صحابیٔ رسول عرض کرتے ہیں کہ یارسول اللہ ﷺ مدینے کی گلیاں سونی ہو چکی ہیں، حسن وحسین بے قرار ہیں یارسول اللہ آپ سر مبارک کو سجدے سے اُٹھا لیجئے، لیکن پیارے آقا ﷺ اپنے سر مبارک کو سجدے میں رکھے ہوئے ہیں۔صحابیٔ رسول عرض کرتے چلے جا رہے

ہیں لیکن نبی اپنے سر کو سجدے میں رکھے ہوئے ہیں اور اپنی اُمت کیلئے عرض فرما رہے ہیں۔

رب ھب لی اُمتی. رب ھب لی اُمتی.

صحابیٔ رسول حیرانی و پریشانی کے عالم میں حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں جاتے ہیں اور جا کر عرض کرتے ہیں، اے بنت رسول، رسول اللہ ﷺ کا پتہ تو چل گیا، رسول اعظم کا پتہ تو چل گیا، احمد مختار کا پتہ تو چل گیا، رسول اکرم کا پتہ چل گیا، طٰہٰ ویٰس کا پتہ تو چل گیا، لیکن عرض کرتے تھک گئے، نبی اپنے سر مبارک کو سجدے سے نہیں اُٹھا رہے ہیں، لہٰذا آپ چلئے۔

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی بارگاہِ مقدس میں حاضر ہوتی ہیں اور عرض کرتی ہیں یا رسول اللہ ﷺ! اپنے سر مبارک کو سجدے سے اُٹھائیں، اے جانِ عالم سر کو سجدے سے اُٹھا لیجئے۔قسم خدا کی مسلمانو! حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں یارسول اللہ ﷺ اگر آپ اپنے سر کو سجدے سے نہ اُٹھائیں گے تو آج فاطمہ قیامت آنے سے پہلے دوسری قیامت برپا کر دے گی، پھر بھی پیارے آقا ﷺ نے اپنے سر کو سجدے سے نہ اُٹھایا، آخرکار حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا، یا اللہ! آج تک تیرے محبوب پاک کی بیٹی کے سر کا بال بھی کسی نے نہیں دیکھا، آج تیرے حضور چادر تطہیر اُتار کر دُعا مانگتی ہوں کہ میرے ابا حضور کی تمام اُمت کی بخشش فرما دیجئے۔ بنت رسول نے اپنا دست اقدس ابھی چادر کی طرف بڑھایا ہی تھا کہ حضرت روح الامین پیغام رب العالمین لے کر بارگاہِ رحمۃ للعالمین میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، یارسول اللہ اپنی پیاری فاطمہ سے فرما دو کہ وہ اپنی چادر تطہیر سر سے نہ اُتاریں، اللہ تعالیٰ نے آپ کی اُمت کی بخشش کا وعدہ فرما لیا ہے۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

خالق کل نے آپ کو مالکِ کل بنا دیا — دونوں جہاں ہے آپ کے قبضہ و اختیار میں
سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے — باغِ خلیل کا گل زیبا کہوں تجھے
لیکن رضا نے ختم سخن اس پر کر دیا — خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

ذکر و نماز

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ. اَمَّا بَعْدُ.

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ.

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ.

ایک بار شمع بزم ہدایت، مصطفیٰ جان رحمت نو بہار شفاعت قاسم کنز نعمت ختم دور رسالت کی بارگاہ عالیہ میں جہاں سید الملائکہ حضرت جبرئیل امین بھی بلا اجازت نہ جائیں اس بارگاہ کونین میں جہاں ستر ہزار فرشتے صبح ستر ہزار فرشتے شام حاضری دیا کریں ہم سب عقیدت و محبت میں درود وسلام کا نذرانۂ عقیدت پیش کریں۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

روزِ محشر کہ جاں گداز بود　　اوّلین پرسش نماز بود

مسجد تو بنالی پل بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی تھا برسوں سے نمازی بن نہ سکا

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے　　ہزاروں سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

حضرات! آج ساری دنیا میں بے چینی پائی جاتی ہے کوئی ملک ہو یا شہر گاؤں ہو یا محلّہ، ہندوستاں ہو یا پاکستان، امریکہ ہو یا افریقہ بلکہ کوئی ایسا گھر نہیں جہاں بدامنی و بے قراری نہ پائی جاتی ہے، آج ہر شخص بے چینی کا شکار نظر آرہا ہے، آخر ایسا کیوں؟ آخر سکون، چین، آرام اور راحت کہاں ملے گی، آؤ سکون و چین آرام و راحت تلاش کریں۔

کیا ہندوستان میں ملے گی نہیں، کیا امریکہ میں ملے گی نہیں، کیا افریقہ میں ملے گی نہیں۔

اے مسلمانو! آخر چین وسکون کہاں ملے گا؟ ہندوستان کے ہر گوشے میں چکر لگایا مگر آرام و راحت نہ ملی، پاکستان کے ہر خطے کا نظارا کیا مگر چین وسکون نہ ملا بلکہ ہر ملک و شہر اور پوری دنیا کا چکر لگایا مگر چین وسکون نہ ملا ہر طرف بے چینی ہی بے چینی نظر آئی لیکن جب میں نے قرآن سے سوال کیا کہ کہ اے قرآن تو ہی ہماری رہنمائی فرما آخر چین وسکون کہاں ملے گا تو قرآن نے جواب دیا اے سائل پوچھتا ہے کہ چین وسکون کہاں ملے گا تو سن. الابذکر اللہ تطمئن القلوب. اللہ کے ذکر سے دلوں کو چین وسکون ملتا ہے۔

حضرات: قرآن نے پکار کر کہا کہ اے ساری دنیا کا چکر لگانے والو یہ پریشانیاں اور حیرانیاں اس لئے ہوتی ہیں کہ آج تم نے اللہ کے ذکر کو چھوڑ دیا ہے، اللہ کو یاد کرنا چھوڑ دیا ہے۔

اے غافل انسان اپنے رب کو یاد کر اور دل کی اجڑی ہوئی بستی کو آباد کر۔

پروردگار عالم نے ذکر کے متعلق قرآن عظیم میں متعدد مقامات پر اس کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ــــ

واذکروا اللّٰہ کثیرا اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو۔

حضرات: حضرت ابو سعید سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ اقدس میں میں نے عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ کون سا بندہ اللہ عزوجل کے نزدیک افضل و اعلیٰ ہے اور قیامت کے دن بلند درجہ والا ہے۔ تاجدار انبیاء سرور قلب و سینہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کا بہت ذکر کرنے والے مرد اور زیادہ ذکر کرنے والی عورتیں ہیں۔

آپ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں پھر عرض کیا اللہ عزوجل کی بارگاہ میں غازی کون ہے؟

پیارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا غازی وہ ہے جو کفار و مشرکین پر اتنی تلوار چلائے کہ تلوار ٹوٹ جائے اور خون میں رنگ جائے مگر اس سے بڑھ کر غازی وہ ہے جو راہ خدا میں جہاد بھی کرے اور ذکر الٰہی سے غافل نہ رہے۔

حضرات: یہیں تک محدود نہیں۔ آیئے تاریخ کی روشنی میں واقعہ سماعت فرمائیں۔
حضرت سری سقطی علیہ الرحمہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا میں نے حضرت جرجانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ستو دیکھا جس سے وہ بھوک مٹا لیتے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور آپ کھانے میں دوسری چیز کیوں نہیں کھاتے؟ حضرت جرجانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، میں روٹی وغیرہ چبانے اور ستو کھانے کے درمیان نوے (۹۰) مرتبہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کر لیتا ہوں۔ لہٰذا چالیس (۴۰) برس سے ہم نے روٹی نہیں چبائی۔

حضرات: ان بزرگان دین کی زندگی کو اپنے سامنے رکھئے اور اپنے حالات کو دیکھئے۔ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ مسجد سے صدا آتی ہے حیَّ علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح آؤ کامیابی کی طرف آؤ فلاح کی طرف مؤذن پکارتا ہے آؤ کامیابی کی طرف لیکن ہم آرام کی نیند سو رہے ہیں، بستر پر خراٹے لے رہے ہیں۔ مؤذن پکارتا ہے الصلوٰۃ خیر من النوم، یعنی نماز نیند سے بہتر ہے۔ ہماری کانوں میں اذان کی آواز آتی ہے لیکن اذان کی آواز سننے کے باوجود بھی آرام کی نیند سو رہے ہیں۔

روز محشر کی جاں گداز بود
اولین پرسش نماز بود

اللہ تعالیٰ نے نماز کے متعلق ایک ہی جگہ نہیں ذکر فرمایا بلکہ کئی جگہ نماز سے متعلق ارشاد فرمایا۔ چنانچہ کہیں ارشاد ربانی ہوتا ہے۔

اقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ. کہیں اس انداز میں ذکر ہوتا ہے ان الصلوۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر. اور کہیں یوں حکم ہوتا ہے یا ایھاالذین آمنوا استعینوا بالصبر و الصلوۃ. اور کہیں یوں ارشاد فرمایا قد افلح من تزکی و ذکر اسم ربہ فصلی. اللہ تبارک وتعالیٰ نے نماز کے متعلق اپنے کلام مقدس میں الگ الگ جگہ انوکھے، انوکھے الفاظ میں نرالے نرالے انداز میں نماز کا ذکر فرمایا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے نماز کا کہیں زکوٰۃ کے ساتھ حکم دیا تو کہیں فحش باتوں اور برائیوں سے روکنے والی فرمایا۔ تو کہیں نمازی کو کامیابی اور

پاکیزگی حاصل کرنے والی بتایا تو کہیں مومنوں کو حکم دیا کہ صبر اور نماز سے مدد طلب کرو۔ یہی وجہ تھی کہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو جب کوئی مشکل امر پیش آتا تو آپ ﷺ نماز کی طرف رجوع فرماتے۔

جب قیامت قائم ہوگی تو نمازیوں کو جنت کی طرف جانے کا حکم ہوگا۔ پہلا گروہ جب جنت میں داخل ہوگا تو ان کے چہرے آفتاب کی طرح روشن ہوں گے۔ فرشتے ان سے پوچھیں گے تمہاری نمازوں کا کیا حال تھا؟ وہ کہیں گے جب ہمیں اذان کی آواز سنائی دیتی تو اس وقت ہم مسجد میں پہلے ہی سے موجود ہوتے تھے۔ پھر دوسرا گروہ داخل ہوگا جن کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔ ان سے پوچھا جائے گا تمہاری نمازوں کا کیا حال تھا؟ وہ کہیں گے ہم اذان سے پہلے ہی وضو کر لیتے تھے اور اذان سنتے ہی مسجد میں حاضر ہو جاتے تھے۔ پھر تیسرا گروہ داخل ہوگا جن کے چہرے ستاروں کی طرح دمکتے ہوں گے۔ ان سے پوچھا جائے گا تمہاری نمازوں کا کیا حال تھا؟ وہ کہیں گے ہم اذان سننے کے بعد نماز کے لئے وضو کرتے تھے۔

اللہ اکبر! نماز کتنی پیاری عبادت ہے کہ شروع کرتے ہی جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ ﷺ کا فرمان عالیشان ہے کہ بندہ جب نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے اس کے لئے جنتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اس کے اور پروردگار عالم کے درمیان سارے پردے ہٹا دیئے جاتے ہیں۔

حضرات! اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: فاذکرونی اذکرکم. تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا۔ تم مجھے یاد کرو میں تجھے یاد کروں گا۔ تم میرا چرچا کرو میں تمہارا چرچا کروں گا۔

آیئے اس ذکر سے متعلق حدیث رسول سماعت فرمائیں۔ حضرت ابو صالح نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی اور حضرت ابو ہریرہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نامہ اعمال لکھنے والے فرشتوں کے علاوہ ایسے سیاح فرشتوں کو مقرر فرمایا ہے جو زمین پر سرگرم سفر رہتے ہیں جب وہ کسی جماعت کو ذکر میں

مشغول پاتے ہیں تو ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ ادھر اپنی مطلوبہ چیز کی طرف آؤ۔ لہٰذا وہ سب فرشتے جمع ہو جاتے ہیں اور انہیں آسمان تک گھیرے میں لے لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندوں کو تم نے کس حال میں چھوڑا اور وہ کیا کر رہے تھے؟ فرشتے کہتے ہیں یا اللہ! وہ تیری حمد و ثنا کر رہے تھے۔ رب جلیل فرماتا ہے اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو ان کی کیا حالت ہوگی؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اگر وہ تجھے دیکھ لیں تو اس سے بھی زیادہ تیری تسبیح و تحمید کریں گے۔ رب پھر فرماتا ہے، وہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے؟ فرشتے کہتے ہیں جہنم سے پناہ مانگ رہے تھے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے جہنم کو دیکھا ہے؟ تو فرشتے عرض کرتے ہیں نہیں۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے اگر جہنم کو دیکھ لیں تو اس سے اور زیادہ بھاگیں گے اور نفرت کریں گے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے وہ کیا چیز مانگ رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں وہ جنت کا سوال کر رہے تھے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں۔ رب فرماتا ہے اگر وہ جنت کو دیکھ لیں تو ان کی کیا حالت ہوگی؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اور زیادہ چاہیں گے۔ قسم خدا کی مسلمانو! اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے اے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان سب کو بخش دیا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں ان میں فلاں بن فلاں بھی تھا جو کسی ضرورت کے لئے آیا تھا۔ رب جلیل فرماتا ہے یہ ایسی جماعت ہے جس کا کوئی ہم مجلس و ہم نشیں ہو وہ بھی محروم نہیں رہتا۔ میں نے اسے بھی بخش دیا۔

قیامت کی گھڑی: آیئے ذرا یاد کریں اس بھیانک دور کو کہ جب قیامت برپا ہوگی اس دن کوئی کسی کا نہ ہوگا۔ نہ ماں بیٹی کی ہوگی، نہ بیٹی ماں کی ہوگی، نہ بیٹا باپ کا ہوگا، نہ باپ بیٹا کا ہوگا۔ کوئی کسی کا نہ ہوگا۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ کیا قیامت کے دن دوست دوست کو یاد کرے گا؟ آپ نے فرمایا تین جگہوں پر کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا۔ میزان عمل کے وقت جب تک کہ وہ اپنا ہلکا یا بھاری پلڑا دیکھ نہ لے، نامہ اعمال کے ختم ہونے کے وقت یا تو اسے دائیں ہاتھ یا بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال دے دیا جائے گا اور اس وقت جب کہ جہنم سے آگ کی لپٹ لوگوں کی

طرف بڑھتی چلی آئے گی اور [illegible] میں مشرک، سرکش، متکبر اور اس شخص پر مقرر کی گئی ہوں جو قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتا تو وہ انہیں اپنے شعلوں میں لپیٹ کر جہنم کی حد بندیوں میں [illegible] بال سے باریک اور تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہے اور اس پر [illegible] کے [illegible] بجلی کی چمک اور تیز ہوا کی طرح گذر [illegible] گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان پیدا کیا تو صور کو پیدا فرمایا اور اسرافیل کو دے دیا وہ اسے منہ میں لگا کر عرش کی طرف نگاہ جمائے کھڑے ہیں کہ کب انہیں صور پھونکنے کا حکم ملتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ صور کیا ہے؟ آپ نے فرمایا نرسنگا ایک سینگ ہے۔ میں نے کہا وہ کیسا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا بہت بڑے دائرے والا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اس کے دائرہ کا قطر زمین اور آسمان کی چوڑائی کے برابر ہے۔ اسے تین مرتبہ پھونکا جائے گا۔ اول گھبراہٹ کے لئے، دوم موت کے لئے اور تیسری مرتبہ قبروں سے اٹھنے کے لئے پھر روحیں ایسے نکلیں گی جیسے شہد کی مکھیاں، زمین و آسمان کے خلا کو پر کر لیتی ہیں اور ناک کے راستے سے جسموں میں داخل ہو جائے گی۔ پھر فرمایا سب سے پہلے میری قبر شق ہوگی اور دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جبرئیل، میکائیل اور اسرافیل کو زندہ کرے گا۔ حضور ﷺ کی قبر انور کی طرف آئیں گے۔ ان کے ساتھ براق اور جنتی لباس ہوں گے۔ پھر حضور ﷺ کی قبر انور شق ہوگی اور پیارے آقا ﷺ جبرئیل کو دیکھ کر فرمائیں گے کہ یہ کون سا دن ہے؟ جبرئیل امین عرض کریں گے آپ کو بشارت ہو کہ سب سے پہلے شخص آپ ہیں جن کی قبر شق ہوئی۔

حضرات! کتنی افسوس کی بات ہے کہ آج ہم اللہ و رسول کو فراموش کر چکے ہیں۔ قیامت کا دن کیسا پر خطر دن ہوگا لیکن اس بھیانک وقت اور پر خطر وقت کو آج ہم نے بھلا رکھا ہے۔ اے غافل انسان! جب تمہیں اللہ کی بارگاہ میں حاضر کیا جائے گا اور جب تم سے سوال کیا جائے گا کہ اے بندے بتا تم نے دنیا میں کیا عمل کیا ہے اور اپنے ساتھ کیا لایا ہے؟

حضرات: قیامت کے دن کسی اور چیز کے بارے میں سوال نہیں کیا جائے گا۔ اگر سوال کیا جائے گا تو سب سے پہلے نماز کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

چنانچہ روایت ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے بندے کی نمازیں دیکھی جائیں گی۔ اگر اس کی نمازیں مکمل ہوئیں تو نمازوں کے ساتھ اس کے سارے اعمال قبول کر لئے جائیں گے۔ اگر نمازیں ناکمل ہوئیں تو نمازوں کے ساتھ اس کے تمام اعمال رد کر دیئے جائیں گے۔

روز محشر کہ جاں گداز بود
اولیں پرسش نماز بود

لیکن حضرات نماز تو کیا کہ کچھ انسان ایسے ملیں گے آپ کو شاید پورے دن میں ایک بار بھی اللہ کا نام لیتے ہوں گے یا نہیں! آج ہمارے اندر کون سی برائی نہیں ہے، ہر برائی ہمارے اندر ہے۔ آتش بازی ہم میں، شراب نوشی ہم میں، پتنگ بازی ہم میں، جوا بازی ہم میں، سود خوری ہم میں، چغل خوری ہم میں، غیبت ہم میں، زنا کاری ہم میں، چوری ہم میں، کون سی برائی ہمارے اندر نہیں ہے۔ ہر برائی ہمارے اندر پائی جاتی ہے۔

حضرات! کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو نماز پڑھتے ہیں مگر برائی سے باز نہیں آتے، نماز تو پڑھتے ہیں مگر آتش بازی سے باز نہیں آتے، نماز تو پڑھتے ہیں مگر جوا بازی سے باز نہیں آتے، نماز پڑھتے ہیں شراب نوشی سے باز نہیں آتے، ہر برائی ہمارے اندر پائی جاتی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے جو آگ جلائی ہے، اٹھو اور اس آگ کو نماز کے ذریعہ بجھاؤ۔

اور پیارے آقا محمد رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ نماز سکون اور تواضع کے ساتھ ہے۔ جو شخص اپنی نماز کے باعث فحش اور برے کاموں سے نہ رکا، تو اللہ تعالیٰ سے اس کی دوری بڑھتی جاتی ہے۔ قربان جاؤ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر کہ وہ فرماتی ہیں ہم اور حضور ﷺ آپس میں باتیں کرتے رہتے تھے مگر جب نماز کا وقت آ جاتا تو اللہ تعالیٰ کی عظمت کی وجہ سے ہم اور حضور ﷺ ایسے ہو جاتے تھے جیسے ایک دوسرے کو پہچانتے بھی نہیں۔

نہ جانے آج کتنے انسان ایسے نظر آتے ہیں کہ جو اذان ہوتی ہے تو جناب بیٹھ کر ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ نماز ہو رہی ہے لیکن پان چباتے نظر آتے ہیں۔ جماعت کھڑی ہے اپنے کاروبار میں لگے ہیں۔ آج ہم پانچ منٹ کے لئے اپنے کاروبار کو بند نہیں کر سکتے۔

حضرات! قربان جاؤ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم پر کہ نماز عصر کا وقت آ رہا تھا کہ جناب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے زانو اقدس پر محبوب کبریا سید الانبیاء حضور ﷺ اپنا سر انور رکھ کر آرام فرما رہے تھے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو نماز عصر ادا فرمائی تھی اور جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ابھی نماز عصر ادا نہیں فرمائی تھی۔ ادھر سورج ڈوبتا ہوا نظر آ رہا تھا، ادھر آقا، مدینے کے والی آرام فرما رہے تھے۔ ایک طرف تو خدائے تعالیٰ کی عبادت تھی اور دوسری طرف نبی کریم کی اطاعت۔ لیکن قربان جاؤ اس عاشق رسول ﷺ پر کہ جس نے اپنے آقا و مولیٰ کے آرام کی خاطر نماز عصر جو کہ تاکید والی نماز تھی، قضا ہو رہی ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ

مولیٰ علی نے واری تری نیند پر نماز
وہ بھی عصر جو سب سے اعلیٰ خطر کی ہے

حضرت مشکل کشا رضی اللہ عنہ نے اپنے آقا و مولیٰ حضور ﷺ کے آرام کا خیال کرتے ہوئے آپ کو بیدار نہ کیا اور نماز عصر قضا ہوگئی اور جب سورج غروب ہو گیا تو آپ کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔ مقام غور ہے کہ جناب مولیٰ علی مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز قضا ہوئی تو آپ کی آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے۔ اے علی کے ماننے والو! ذرا یہ تو بتاؤ کہ آج نہ جانے تمہاری کتنی نمازیں قضا ہوئی ہوں گی۔ کیا آپ نے کبھی سوچا؟ لیکن قربان جاؤ حضرت علی پر کہ نماز عصر قضا ہوگئی تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ چشم نبوت کھلی اور فرمایا اے علی کیوں رو رہے ہو؟ ما یبکیک یا علی. اے علی تجھے کس چیز نے رلایا۔ عرض کیا آقا مجھے کسی چیز نے نہیں رلایا۔ میری نماز عصر قضا ہوگئی۔ چنانچہ مختار کل ختم الرسل ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو بارگاہ خداوندی میں

درازکیا اور دعا مانگی۔

اللھم ان علیا کان فی طاعتك و طاعة رسولك فاردد علیه الشمس.

(خصائص الکبری [illegible] ۸۲)

ترجمہ: اے اللہ علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا۔تو اس پر سورج کو واپس کر دے۔ چنانچہ سورج واپس ہوگیا اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے نماز عصر ادا فرمائی۔اس کے بعد دوبارہ سورج غروب ہوگیا۔اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی فرماتے ہیں:

تیری مرضی پا گیا سورج پھرا الٹے قدم
تیری انگلی اٹھ گئی مہ کا کلیجہ چر گیا

وما علینا الا البلاغ

عیدالفطر اور ہم

الحمد لله رب العلمین والعاقبة للمتقین والصلوٰة والسلام علی رسوله سیدالمرسلین وعلیٰ اٰله واصحابه اجمعین. امّا بعد

فاعوذ بالله من الشیطٰن الرجیم

بسم الله الرحمٰن الرحیم

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْیَفْرَحُوا.

پیغام مسلمانوں کو دیتی ہے یہی عید
ہوتی ہے ہر ایک میں ایمان کی تجدید

وہ دن ہے مسلمانوں کے لئے عید سے بڑھ کر
جس روز کرے عمل نیک کی تمہید

آیئے ایک مرتبہ خلوص ومحبت کے ساتھ جھوم جھوم کر درود پاک پڑھیں۔

محترم حضرات: آج کا یہ عظیم اجتماع جس میں ہم اور آپ رب کی بارگاہ میں شکرانہ کے طور پر دوگانہ ادا کرنے حاضر ہوئے ہیں، اس کو ہم اپنی اصطلاح میں عید کا دن کہتے ہیں جس کو ہم یادگار کے طور پر مناتے اور عزیز رکھتے ہیں اور قوم وملت کے ہر فرد کے لئے ان خاص دنوں کی آمد سے عیش ونشاط سرور وانبساط کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ہم مسلمانوں کا جشن اور خوشی والم، مرنا اور جینا جو کچھ ہوتا ہے وہ سب کچھ خدائے بے نیاز کی رضا کے لئے ہوتا ہے۔ چنانچہ خالق کائنات کا ارشاد ہے: قُلْ انَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ

رب العلمین. اے محبوب آپ فرمادیجئے کہ میری نماز میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت جو کچھ ہے اللہ سارے جہان کے پروردگار کے لئے ہے۔ اوروں کے جشن تو لذت دنیوی کے حصول اور خواہشات کی تکمیل کیلئے ہوتے ہیں۔ مگر ہماری خوشی رضائے خدا رضائے محبوب خدا کے لئے ہے۔ ان کے لئے سب سے بڑا ماتم یہ ہے کہ ان کے دل یاد خدا سے غافل اور زبان ذکر محبوب سے محروم ہیں۔ لیکن ہمارے لئے سب سے بڑا جشن یہ ہے کہ ہمارے سر اس کی اطاعت میں جھکے ہوں اور زبان اپنے رب کی حمد وثنا اور تسبیح وتہلیل سے لبریز ہو۔

غلام مصطفیٰ بن کر بک جاؤ مدینہ میں
محمد نام پہ سودا سر بازار ہو جائے

پیارے اسلامی بھائیو! تاجدار مدینہ سرور قلب وسینہ جناب محمد رسول ﷺ رمضان شریف کے مبارک مہینہ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ اس ماہ کا پہلا عشرہ رحمت، دوسرا مغفرت اور تیسرا عشرہ جہنم سے آزادی کا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ گزرا ہوا ماہ رحمت ومغفرت اور جہنم سے نجات کا ہے اور عید الفطر کا دن بارگاہ رب العزت میں شکر ادا کرنے کا ہے۔ حضرات عید الفطر کے روز خوشی کا اظہار کرنا سنت قرار دیا گیا ہے۔ اس لئے ادائے سنت کی نیت سے ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم پر خوشی کا اظہار کرنے کی ترغیب خداوند قدوس کا سچا وپکا کلام دے رہا ہے۔
چنانچہ ارشاد ربانی ہے: **قل بفضل اللہ و برحمتہ فبذالك فلیفرحوا.**
تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اسی پر چاہئے کہ خوشی کریں۔ درود پاک پڑھیں۔

پیغام عید: حضرات آپ نے کبھی غور کیا کہ عید جو ہر سال ہمارے لئے خوشیوں کی سوغات لے کر آتی ہے وہ ہمیں کیا پیغام دیتی ہے۔

پیغام مسلمانوں کو دیتی ہے یہی عید
ہوتی ہے ہر ایک میں ایمان کی تجدید
وہ دن ہے مسلمانوں کے لئے عید سے بڑھ کر
جس روز کرے عمل نیک کی تمہید

اسلام سے قبل اہل مدینہ سال بھر میں دو عیدیں مناتے تھے۔ اسی روز ہر کوچہ وبازار میں مکر وفریب، تکبر وغرور، جاہ وحشمت، دولت وثروت کی نمائش کی جاتی تھی۔ زنا کاری، عیش بازی اس دن عام کی جاتی تھی۔ انہیں عیدوں کے متعلق حدیث شریف میں آتا ہے **لھم یومان یلعبون فیھما**

یعنی: ان کے یہاں دو دن مقرر تھا جن کو وہ کھیل کود میں گزارتے تھے لیکن نہ دل میں روحانیت تھی نہ زہد وتقویٰ، نہ خشوع وخضوع اور نہ ہی رضائے الٰہی کا جذبہ تھا۔ محض نفسانیت تھی جیسا کہ موجودہ دور کے کافروں اور مشرکوں کے اندر دیکھا جاسکتا ہے۔ دین اسلام جو دین فطرت ہے وہ فطری باتوں کے لئے کب بھلا چشم پوشی کرسکتا ہے۔ چنانچہ بخوشی عشرت کیف و سرور کا اظہار کرنے کی خاطر مسلمانوں کے لئے سال میں دو دن رکھے ہیں یہ جو عیدین کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں ایک عید الفطر یعنی رمضان المبارک کے روزہ کے بعد شکر ادا کرنا اور دوسری عید الاضحیٰ سنت ابراہیم علیہ السلام ادا کرکے قربانی کی یاد تازہ کرنا جو اس عظیم الشان قربانی کی یاد تازہ کرتی ہے جو آج سے تقریباً چار ہزار سال قبل صحرائے عرب میں خدا کے ایک برگزیدہ بندے اور نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رضائے الٰہی کے لئے اپنے نور نظر لخت جگر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو اپنے ہاتھوں سے قربان کیا یہ دونوں تقریبیں سیرت اسلامی کردار کی نشاندہی کرتی ہیں۔ جب یہ روز سعید آجاتا ہے تو ہر ایک ہشاش وبشاش نظر آتا ہے۔ ایک دوسرے کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: **ان لکل قوم عیدا وھذا عیدنا.** (بخاری شریف) ہر قوم کے لئے عید اور خوشی کا دن ہے اور آج ہم مسلمانوں کی عید ہے۔

عیدم کا مفہوم: یعنی عید کسے کہتے ہیں۔

حضرات عید کا دن وہ مبارک دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا فرمایا، درخت طوبیٰ کو بویا اور آج ہی کے دن جبرئیل امین کو وحی لے جانے کے لئے منتخب فرمایا۔ عید کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ غریبوں کا دل جیت لیا جائے، بیوہ کی دل جوئی کی جائے، یتیموں کی چارہ

سازی کی جائے، مجبوروں پر رحم کیا جائے، بے کسوں کی مدد کی جائے، دردمندوں کی مدد کی جائے، عید کے روز جہاں کیف وسرور کا پہلو نمایاں ہوتا ہے، وہیں اس کی گہرائیوں میں حسرتوں کے بے شمار پہلو بھی نظر آتے ہیں جو زیادہ ہوتے ہیں جیسے وہ جس کا سہاگ لٹ چکا ہو، آرزوؤں اور تمناؤں کے چمن ویران ہو چکے ہوں۔ اس یتیم کی معصومانہ آہ فریاد جسے سینے سے لگانے والا کوئی نہیں، جس کا والی اور باپ بچپن ہی نے داغ فرقت دے گیا ہو، اس غریب مسکین کی آہ پکار بھی جو دانے دانے کا محتاج ہو، ان کی آنکھیں پرنم ہوں۔ کسی نے خوب کہا ہے:

عید کیا ہوگی غم کے ماروں کی ایسے بے چاروں بے قراروں کی
جن کا پرسان حال کوئی نہیں ان یتیموں کی بے سہاروں کی

معافی کا اعلان: حضرات اللہ تعالیٰ کا ہم پر کرم بالائے کرم ہے کہ اس نے ماہ رمضان المبارک کے بعد ہی عید الفطر کی نعمت عظمیٰ سے ہم کو سرفراز فرمایا۔ عید سعید کی بے حد فضیلت ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ جب عید الفطر کی مبارک رات آتی ہے تو اسے لیلۃ الجائزہ یعنی انعام کی رات سے پکارا جاتا ہے اور جب عید کی صبح ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو تمام شہروں میں بھیج دیتا ہے۔ چنانچہ وہ فرشتے زمین پر تشریف لاتے ہیں، گلیوں اور راہوں کے سر پر کھڑے ہو جاتے ہیں، اس طرح پکارتے ہیں کہ اے امت محمدیہ اس رب کریم کی بارگاہ کی طرف چلو جو بہت ہی زیادہ عطا کرنے والا اور بڑے سے بڑا گناہ معاف کرنے والا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے یوں مخاطب ہوتا ہے۔ اے میرے بندو مانگو کیا مانگتے ہو، میری عزت وجلالت کی قسم آج کے روز نماز عید کے اجتماع میں اپنی آخرت کے بارے میں جو کچھ سوال کروگے وہ پورا کروں گا اور جو کچھ دنیا کے بارے میں مانگوگے میں بھلائی کی طرف نظر فرماؤں گا۔ میری عزت کی قسم جب تک تم میرا لحاظ رکھوگے میں تمہاری خطاؤں پر پردہ پوشی فرماتا رہوں گا۔ میری عزت وجلالت کی قسم میں تمہیں حد سے بڑھنے والوں میں سے یعنی مجرموں کے ساتھ رسوا نہ کروں گا لہٰذا اپنے گھروں کی طرف مغفرت یافتہ لوٹ جاؤ۔ تم نے مجھے راضی کر دیا اور میں بھی تم سے راضی ہو گیا۔ سبحان اللہ۔ غور فرمائیں، عید

الفطر کا دن کس طرح اور کس قدر اہم دن ہے۔ اس دن اللہ تعالیٰ کی رحمت نہایت جوش میں ہوتی ہے۔ دربار خداوندی سے کوئی سائل مایوس نہیں لوٹایا جاتا ہے۔ ایک طرف اللہ کے بندے اس کی بے پناہ رحمتوں اور بخششوں پر خوشیاں منا رہے ہیں تو دوسری طرف مومنوں پر کرم نوازیاں اور بے انتہا برکات کا نزول ہوتا رہا ہے۔

محترم حضرات: ہم لوگ صرف نئے نئے کپڑے پہننے اور لذیز عمدہ کھانے تناول کرنے کو ہی عید سمجھ بیٹھے ہیں جب کہ عید کا مفہوم یہ ہرگز نہیں ہے کہ نئے نئے کپڑے پہن کر عیدگاہ جائیں اور لذیذ کھانے کھائے جائیں بلکہ عید کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ خوف الٰہی کا جذبہ پیدا کیا جائے۔ صحیح فرمایا گیا ہے—

لیس العید لمن لبس الجدید
انما العید لمن خاف الوعید

یعنی عید اس کی نہیں جس نے نئے نئے کپڑے پہنے بلکہ عید تو اس کی ہے جو عذاب الٰہی سے ڈر گیا ہو۔ اے ایمان والو! اور سرکار کی محبت سے سرشار دیوانو! سچی بات تو یہ ہے کہ عید دراصل ان خوش بخت مسلمانوں کے لئے ہے جنہوں نے ماہ محترم رمضان المبارک کو روزوں، نمازوں اور تلاوت قرآن میں گزارا تو عید ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مزدوری کا دن ہے۔ ہمیں تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہئے کہ آہ محترم مہینے کا ہم حق ادا ہی نہ کر سکے۔

حضرت فاروق اعظم کی عید: عید کے دن لوگ کاشانۂ خلافت پر حاضر ہوئے تو کیا دیکھا کہ آپ دروازہ بند کرکے زار وقطار رو رہے ہیں۔ لوگوں نے حیران ہو کر تعجب سے عرض کیا، یا امیر المومنین آج عید کا دن ہے۔ آج تو شادمانی ومسرت اور خوشی منانے کا دن ہے۔ یہ خوشی کی جگہ رونا کیسا؟ آپ نے آنسو پونچھتے ہوئے ارشاد فرمایا هذا یوم العید و هذا یوم الوعید۔

ترجمہ: ''اے لوگو یہ عید کا دن بھی ہے اور وعید کا دن بھی ہے۔ آج جس کے نماز روزے مقبول ہو گئے بلاشبہ اس کے لئے یہ عید کا دن ہے۔ لیکن آج جس کی نماز جس کا روزہ

مردود کر کے اس کے منہ پر مار دیا گیا ہو اس کے لئے تو آج وعید کا دن ہے اور میں تو اس خوف سے رو رہا ہوں کہ آہ!"

انا لا ادری امن المقبولین ام من المردودین. یعنی مجھے یہ معلوم نہیں کہ میں مقبول ہوا ہوں یا رد کر دیا گیا ہوں۔ اللہ اکبر، ذرا سوچو کہ وہ فاروق اعظم جن کو مدنی تاجدار نے اپنی حیات ظاہرہ ہی میں جنت کی بشارت عنایت فرما دی تھی تو کیا ان کا روزہ مقبول نہ ہوگا۔ بے شک مقبول ہے۔ مگر خوف خداوندی کا آپ پر اس قدر غلبہ تھا کہ سوچ کر تھرا رہے تھے کہ نہ معلوم میری اطاعتیں قبول ہوں گی یا نہیں۔

ایک یتیم کی عید: ہمارے حضور ﷺ سراپا نور رحمت عالم ہیں آپ کی رحمت سے کوئی بھی محروم نہیں رہا۔ ہمارے سرکار غرباء و مساکین اور یتیموں کی طرف نظر خاص رکھتے تھے اور ہر طرح ان کی دلجوئی فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ موقع کی مناسبت سے تاریخ کا ایک ایسا واقعہ پیش کرتا ہوں جس سے اہل ایمان کی دلوں میں روشنی پیدا ہو جائے گی اور ہم اپنی اس عید کی خوشی میں ان یتیموں کو شامل کر لیا کریں گے جس کے سر سے سایہ پدری اٹھ گیا ہو۔ چنانچہ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ہمارے آقا رحمت عالم ﷺ نماز کے لئے نکلے تو دیکھا کہ بہت سے بچے کھیل رہے ہیں۔ لیکن ان ہی میں ایک لڑکا کنارے بیٹھا رو رہا ہے اور اس کے بدن پر کپڑے بھی پرانے ہیں۔ سرکار اس بچے کے قریب گئے اور فرمایا، اے بچے کیوں رو رہے ہو اور دیگر بچوں کے ساتھ تم کھیل کیوں نہیں رہے ہو؟ وہ بچہ جو سرکار اقدس کو پہچانتا نہیں تھا، کہنے لگا، مجھے چھوڑ دیجئے۔ میرے باپ فلاں غزوہ میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ گئے اور شہید ہو گئے، پھر میری ماں نے دوسری شادی کر لی اور دونوں مل کر میرا تمام مال کھا گئے۔ بعد میں مجھے گھر سے نکال دیا گیا۔ اب نہ میرے پاس کھانے پینے کا سامان ہے نہ کپڑا کہ میں پہنوں، اور نہ مکان ہے کہ میں سر چھپا سکوں۔ چنانچہ آج جب میں نے ان بچوں کو نئے نئے کپڑے پہنے اور خوشیاں مناتے دیکھا تو میرا غم تازہ ہو گیا اور گزرا ہوا زمانہ مجھے یاد آ گیا کہ کاش آج میرا بھی باپ ہوتا تو مجھے بھی نئے نئے کپڑے اور لذیذ کھانے میسر ہوتے۔ اس غم کی وجہ سے آج رو رہا ہوں۔

اتنا سننا تھا کہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس بچے کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا بتاؤ کیا تم خوش نہ ہو گے کہ میں محمد عربی ﷺ تمہارا باپ بن جاؤں، عائشہ تمہاری ماں بن جائیں، فاطمہ تمہاری بہن بن جائیں، علی تمہارے چچا اور حسن حسین تمہارے بھائی بن جائیں۔ کہنے لگا، یا رسول اللہ بھلا اب میں کیوں نہ خوشی مناؤں گا۔

تلا ہوا ہے کرم بندہ پروری کے لئے
کشادہ دامن رحمت ہے ہر کسی کے لئے

چنانچہ آقائے دو عالم اسے گھر لے گئے اور اس بچے کو عمدہ کپڑا پہنایا، اچھا کھانا کھلایا اور خوش کر کے بھیج دیا۔ اب وہ خوشی سے جھومتا ہوا، بچوں کے بیچ آ کر کھیلنے لگا۔ بچوں نے دیکھا تو پوچھا کہ تم تو ابھی رو رہے تھے کیا ہوا کہ ابھی خوش ہو گئے؟ کہنے لگا کہ میں تھوڑی دیر پہلے بھوکا تھا، اب آسودہ ہو چکا ہوں، ننگا تھا اب لباس زیب تن کر چکا ہوں اور یتیم تھا تو اب کونین کے دولہا محمد عربی روحی فداہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ میرے باپ بن گئے ہیں اور عائشہ صدیقہ ماں بن گئی ہیں، فاطمہ میری بہن بن چکی ہیں، حضرت علی میرے چچا ہو چکے ہیں اور حسن حسین میرے بھائی بن گئے ہیں۔ اس لئے میں بے حد خوش ہوں۔ یہ سن کر تمام بچے کہنے لگے کہ ائے کاش ہمارے باپ بھی اس غزوہ میں کام آ چکے ہوتے تو یہ اعزاز سرمدی ہم بھی حاصل کر لیتے۔ چنانچہ روایت ہے کہ وہ بچہ سرکار کی حیات ظاہری تک آپ کی زیر کفالت رہا۔ جب سرکار نے پردہ فرمایا تو وہ روتا ہوا، سر پیٹتا ہوا باہر نکلا اور کہتا تھا کہ آج میں یتیم ہو گیا، اب میں یتیم ہو گیا۔ پھر انہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے پاس رکھا۔

سلام اس پر کہ جس نے بے کسوں کی دستگیری کی
سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی
سلام اس پر کہ اسرار محبت جس نے سمجھائے
سلام اس پر کہ جس نے زخم کھا کر پھول برسائے

دیکھا آپ نے، یہ تھی رحمت عالم کی رحمت جو ایک یتیم کو عید کی مسرتوں میں یوں شریک

ٹھہرایا کہ وہ داغ یتیمیت کو بھول جاتا ہے۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین ملت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں:

مجھ سے بیکس کی دولت پہ لاکھوں سلام
مجھ سے بے بس کی قوت پہ لاکھوں سلام
خلق کے داد رس سب کے فریاد رس
کہف روز مصیبت پہ لاکھوں سلام

شہزادے کی عید: حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ عید کے دن اپنے بیٹے کو پرانا قمیص پہنتے دیکھا تو رو پڑے۔ بیٹے نے عرض کیا، پیارے ابا جان آپ کیوں رو رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا بیٹے مجھے اندیشہ ہے کہ آج عید کے دن جب لڑکے تجھے اس پھٹے پرانے قمیص میں دیکھیں گے تو تیرا دل ٹوٹ جائے گا۔ بیٹے نے جواباً عرض کیا، دل تو اس کا ٹوٹے جو رضا الٰہی کو نہ پا سکا یا جس نے ماں باپ کی نافرمانی کی ہو، اور مجھے امید ہے کہ آپ کی رضامندی کے طفیل اللہ تعالیٰ بھی مجھ سے راضی ہوگا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے اور بیٹے کو گلے لگایا اور اس کے لئے دعا کی۔
(مکاشفة القلوب)

حضرات دیکھا آپ نے۔ معلوم ہوا کہ اجلے کپڑے پہننے کا نام عید نہیں، رنگ برنگے کپڑے پہنے بغیر بھی عید منائی جا سکتی ہے۔

حضور غوث اعظم کی عید: اللہ اکبر۔ مسلمانو! اللہ کے مقبول بندوں کی ایک ایک ادا ہمارے لئے درس ہے۔ دیکھئے ہمارے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان کتنی عظیم اور ارفع و اعلیٰ ہے۔ لیکن قربان جاؤ مسلمانو! اتنی مقبولیت حاصل ہونے کے باوجود میرے غوث فرماتے ہیں—

خلق گوید کہ فردا روز عید است
خوشی در روح ہر مومن بدید است

دراں روزے کہ با ایماں بمیرم
مرا در ملک خود آں روز عید است

یعنی میرے غوث اعظم فرماتے ہیں کہ لوگ کہہ رہے ہیں کل عید ہے، کل عید ہے اور سب خوش ہیں لیکن میں تو جس دن اس دنیا سے اپنا ایمان محفوظ لے کر گیا، میرے لئے تو وہی دن عید کا دن ہوگا۔

مجھ سے بیکس کی دولت پہ لاکھوں سلام
مجھ سے بے بس کی قوت پہ لاکھوں سلام
خلق کے داد رس سب کے فریاد رس
کہف روز مصیبت پہ لاکھوں سلام

وما علینا الا البلاغ

اناؤنسری کے اشعار

دین محمدی کی تکمیل ہو گئی
بزم جہاں کی اک نئی تشکیل ہو گئی

کس شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے
رن ایک طرف چرخ کہن کانپ رہا ہے
رستم کا بدن زیر کفن کانپ رہا ہے

مقرر عظیم آتا ہے جان لطف عمیم آتا ہے
اہل محفل کو شادماں کرنے فکر وفن کا شمیم آتا ہے

مقرر ضو فشاں چلے آؤ خطیب ذی شان چلے آؤ
علم وادب کی کہکشاں چلے آؤ مدھم مدھم کشاں کشاں چلے آؤ

کتنی آکرشک رسیلی مدھ بھری آواز ہے
دل کو جو اپنا بنا لے وہ حسیں انداز ہے
پینے والے دیکھ پی کر آج ان کی آنکھ سے
پھر یہ عالم ہوگا کہ خود کا پتہ ملتا نہیں

ہوش پر چھایا ہوا ہے جام صہبا کا خمار
ہو رہا ہے دامن انسانیت کیا تار تار
ماں کو ان پڑھ باپ کو جاہل کا ملتا ہے خطاب
دیکھتے ہیں جب انہیں آمادہ کار ثواب

کالجوں کے واسطے لکھوائیں چندہ دس ہزار
سن نہیں سکتے مگر بوسیدہ مسجد کی پکار

بادشاہ بلاغت چلے آیئے تاجدار فصاحت چلے آیئے
لے کے گلزار طیبہ کے گل کی مہک مشکبار خطابت چلے آیئے
لے کے جام خطابت کی سرمستیاں واعظ اہلسنت چلے آیئے

تیرے لئے زحمت ہے میرے لئے نذرانہ
جگنوں کی طرح آنا کلیوں کی طرح جانا

فضائے بزم امکان آج پر انوار ہے ساقی
بہار حسن میں ڈوبے در و دیوار ہیں ساقی

پلکوں پہ رک گیا ہے سمندر خمار کا

۞ ۞ ۞